ہم رمضان کیسے گزاریں

حافظ محمد ادریس



ہم رمضان کیسے گزاریں

ماہِ رمضان ہم پر سایہ فگن ہے۔ یہ ماہِ مبارک از اول تا آخر خیر ہی خیر ہے۔ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ کی آگ سے خلاصی کی نوید لے کر آتا ہے۔ ہم اس مختصر سے کتابچے میں عام اہل ایمان بھائی بہنوں اور بالخصوص تحریک اسلامی کے وابستگان تک روزے، تراویح، اعتکاف اور لیلۃ القدر کی اہمیت و برکات پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ کتابچہ ان شاء اللہ ہر فرد اور ہر گھر کے لیے باعث خیر و برکت ثابت ہوگا۔

روزے کی فرضیت کا حکم ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد مدینہ منورہ میں وحی کے ذریعے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے انبیا کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے۔ توقع ہے کہ ان سے تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔ چند مقررہ دنوں کے روزے ہیں۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دے دیں۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو اپنی خوشی سے کچھ زیادہ بھلائی کرے، تو یہ اُسی کے لیے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ تم روزے رکھو''۔ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۸۳، ۱۸۴)

یہ حکم ۲ھ کا ہے۔ اس سے اگلی آیت نمبر ۱۸۵ میں، جو ایک سال بعد نازل ہوئی، حکم دے دیا گیا کہ روزے میں چھوٹ محض معذور و دائمی مریض لوگوں کے لیے ہے۔ تندرست و توانا لوگوں کو روزہ ہی رکھنا ہوگا۔ ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔ اللہ تمھارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے یہ طریقہ تمھیں

بتایا جارہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمھیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو''۔ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۸۵)

تقویٰ کا معیار

روزہ، دین اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ عربی زبان میں روزے کو صوم کہا جاتا ہے، جس کی جمع صیام ہے۔ مندرجہ بالا آیات کے مطابق روزے کی فرضیت کی اصلی غایت اہل ایمان کے دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ بلاشبہ روزہ اس کا بہترین ذریعہ ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ''تقویٰ کا منبع دل ہے'' اور روزے کی حالت میں واقعتاً دل کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ شدید بھوک اور پیاس کے باوجود مکمل تنہائی میں بھی کوئی روزہ دار کسی مشروب کا ایک قطرہ یا کسی غذا کا ایک ذرہ بھی اپنے حلق سے نیچے نہیں جانے دیتا۔ یہی تصور بندے اور رب کے درمیان وہ تعلق قائم کرتا ہے، جسے تقویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

روزے کو حدیث میں ڈھال بھی قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ڈھال دشمن کے مقابلے میں اپنے دفاع کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ نفس امارہ، فسق و فجور سے بھرا ہوا ماحول اور شیطان لعین ہر وقت انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان سب کا مقابلہ کرنے کے لیے ماہِ رمضان کے روزے مسلسل تربیت کا موثر کورس ہیں۔ اس تربیت کے اثرات اگر باقی گیارہ مہینوں میں نظر آئیں تو سمجھ لیجیے کہ روزہ اللہ کے ہاں مقبول ہو گیا ہے اور روزہ دار سرخرو ہے۔ خدانخواستہ اگر ایسا نہ ہو تو روزہ محض بھوک پیاس بن کر رہ جاتا ہے۔ ایسے روزے سے روزہ دار کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

موسم بہار

ماہِ رمضان نیکیوں کا موسم بہار ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنا دامن خیر و برکت سے بھر لیں۔ ماہِ رمضان کی آمد کے باوجود جن لوگوں کو نیکی کی جانب قدم بڑھانے کی توفیق نہیں ملتی، ان کی بدنصیبی اس سے عیاں ہے کہ جبریل امین نے ان کے حق میں تباہی و بربادی کی دعا فرمائی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہا۔ اس مہینے کے فضائل بے شمار ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ اس مہینے میں نفل عبادات کا اجر فرض کے برابر اور فرض کا اجر ستر گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ رمضان کو صبر کا مہینہ قرار دیا گیا ہے اور صبر کا بدلہ جنت بتایا گیا ہے۔ روزہ محض

معدے کا نہیں ہوتا بلکہ پورے اعضا وجوارح، آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل و دماغ، فکروسوچ، غرض ہر چیز کو محیط ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ جھوٹی باتیں اور غلط کام ترک نہیں کرتے اللہ کو ان کی بھوک پیاس کی کوئی حاجت نہیں۔

روزہ اور جہاد

ماہِ رمضان ہر سال آتا ہے اور ایک پیغام دے کر چلا جاتا ہے۔ ماہِ رمضان کے دوران جہاد اور مجاہدین سے مکمل وابستگی، ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ جس سال روزے فرض ہوئے، اس سال ماہِ رمضان ہی میں کفر واسلام کا پہلا معرکہ بدر کے میدان میں برپا ہوا، جسے قرآن نے یوم الفرقان کہا ہے۔

تاریخ اسلام جہاد اور شہادت سے مزیّن ہے۔ پہلی شہادت تو مکہ میں ایک صحابیہ سیّدہ سمیّہؓ کے حصے میں آئی۔ پھر اس فہرست میں ایک ہی روز یعنی یوم بدر (۱۷ رمضان المبارک ۲ھ) کو چودہ عظیم المرتبت شہدا کا اضافہ ہوا۔ وہ دن اور آج کا دن اس فہرست میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ جہاد جاری ہے اور قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔ جہاد کے خلاف آج داخلی وخارجی ہر محاذ پر انتہائی گھناؤنی سازشوں کا جال بچھا دیا گیا ہے مگر ہمیں بطور مسلمان اللہ اور اس کے رسول کا یہ حکم ہے کہ ہم ان سازشوں کا مقابلہ کریں اور جہاد میں حصہ لیں۔ جو شخص خود عملاً جہاد میں شریک نہ ہو سکے وہ کسی مجاہد کو زادِ جہاد فراہم کردے یا اس کے پیچھے اس کے اہل وعیال کی خبر گیری میں لگ جائے یا شہدا کے خاندانوں کا کفیل بن جائے تو وہ بھی عملاً جہاد میں شریک شمار ہوتا ہے۔ ایسے شخص کا اجر حدیث پاک میں مجاہدین کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

شہدا اور ان کے پسماندگان کا اسلام میں بڑا مقام ہے۔ شہید پوری امت کا محسن ہوتا ہے۔ حضور پاک کا اسوۂ حسنہ یہ تھا کہ شہدا کے خاندانوں سے خصوصی محبت وتعلق قائم رکھتے تھے۔ ماہِ رمضان میں ہر نیک کام اور انفاق فی سبیل اللہ کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس مہینے میں نیکی اور انفاق میں سبقت کرنی چاہیے۔ مقدار جتنی بھی ہو، اخلاص کے ساتھ پیش کی جائے تو اللہ کے ہاں بڑے درجات حاصل ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس رمضان میں اور آیندہ ہمیشہ کے لیے حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ انفاق فی سبیل اللہ کو اپنا وطیرہ بنالیں۔

رویت ہلال

ماہِ رمضان کا چاند دیکھنے کا اہتمام ضروری ہے۔ چاند نظر آئے تو رات کو قیام یعنی تراویح اور

اگلے روز صیام یعنی روزے شروع ہوجاتے ہیں۔ ہر ماہ نیا چاند نظر آنے پر جو دعا ہمیں سکھائی گئی ہے، جامع ترمذی کے مطابق اس کے الفاظ یوں ہیں "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُمَّ اَهِلَّه' عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضىٰ. رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰه. اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ اس چاند کو ہمارے لیے ہلالِ امن وایمان، سلامتی اور اسلام بنا کر طلوع فرما، ہمیں ان کاموں کی توفیق دے، جو تجھے پسند اور محبوب ہیں۔ اے چاند، ہمارا اور تیرا پروردگار اللہ ہے''۔

روزے کی روح اور اس کا مقام ودرجہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت ابو امامہؓ کو روزے کی فضیلت بتاتے ہوئے فرمایا کہ روزہ رکھا کرو، اس کی مثل کوئی دوسرا عمل نہیں ہوسکتا (بروایت نسائی)۔ ایک اور حدیث قدسی میں، جو متفق علیہ ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے: ''آدمی کے ہر اچھے عمل کا بدلہ دس سے ستر گنا تک بڑھا کر دیا جاتا ہے مگر روزے کا معاملہ الگ ہے۔ وہ خالص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ بندے نے میری رضا کی خاطر اپنی خواہشات اور کھانے پینے کا عمل چھوڑ دیا، روزے دار کو دو مسرتوں کی بشارت ہے، ایک وہ جو روزہ کھلنے کے وقت اسے حاصل ہوتی ہے اور دوسری اسے اس روز ملے گی، جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ روزے دار کے منہ سے آنے والی بو اور بساند خدا کے نزدیک مِسک کی خوشبو سے بھی محبوب تر ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو وہ بے حیائی کے ہر کام، شور وغل اور ہنگامہ آرائی سے مجتنب رہے۔ اگر کوئی اس کو گالی گلوچ بھی دے یا لڑائی جھگڑا کرنے لگے تو وہ جواب میں کہے ''اَنَا صَائِمٌ'' یعنی میں روزے سے ہوں''۔

روز حشر کی شفاعت

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص کی روایت امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں نقل کی ہے، جس کے مطابق روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں روزِ محشر سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: ''اے میرے رب! میں نے تیرے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس کی تسکین سے روکے رکھا تھا۔ آج میں اس کے حق میں شفاعت کرتا ہوں، تو اسے قبول فرمالے''۔ اسی طرح

قرآن بھی عرض کرے گا ''پروردگار ! میں نے تیرے اس بندے کو رات کے وقت نیند اور استراحت سے روکے رکھا تھا،اس کے حق میں میری سفارش کو شرفِ قبولیت عطا فرما''اور اللہ ، روزے اور قرآن کی سفارش اپنے بندے کے حق میں قبول فرمالے گا۔

اس حدیث اور کئی دیگر احادیث میں صیام کے ساتھ قیام اللّیل کا بھی ذکر ہے۔رمضان کا روزہ تو فرض ہے جبکہ قیام اللیل مسنون بدرجۂ سنت مؤکدہ ہے اور بعض آئمہ کے نزدیک واجب کے درجے میں شامل ہے۔قیام اللیل کا عمل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ کو اتنا پسندیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے اس کی فرضیت کا اندیشہ ہوا اور خیال گزرا کہ امت کے لیے کہیں یہ مشقت نہ بن جائے۔ہر چند کہ اسے فرض قرار نہیں دیا گیا مگر اس کا اجر فرض کے برابر بتایا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق امام بخاری ومسلم نے بیان کیا ہے کہ جو شخص ایمان واحتساب کے ساتھ روزہ رکھے گا،اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور جو شخص ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کرے گا،اس کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

احتساب کا مطلب یہ ہے کہ صیام وقیام میں خالص اللہ کی رضا اور اجرِ آخرت مطلوب ہو اور ان تمام غلط کاموں سے صیام وقیام کو پاک رکھا جائے،جو اللہ کو ناپسند اور قیام وصیام کی روح کے منافی ہیں۔گویا جس صیام وقیام کے بدلے اتنا بڑا انعام بتایا گیا ہے وہ پوری روح کے ساتھ جلوہ گر ہوگا تو بندہ اس بشارت کا مستحق قرار پائے گا۔محض مشقت اور چند حرکات اس کے لیے کافی نہیں۔

سحری کی فضیلت

روزہ آیت قرآنی کے مطابق تمام امتوں پر فرض رہا ہے۔یہودیوں نے روزے کے دوران سحری کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''سحری کھایا کرو کیونکہ اس میں بڑی برکت ہے''(بروایت ابن ماجہ)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے''سحری کھانے والوں پر اللہ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں'' (بحوالہ مسند احمد)۔سحری آدھی رات کو کھانے کے بجائے صبح صادق سے قبل متصل وقت کھانا زیادہ افضل ہے۔یہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا معمول تھا۔

افطار

افطار کا لفظی معنٰی روزہ کھولنا یا کھلوانا ہے۔افطار میں تاخیر کرنا غلط ہے۔سورج غروب ہوتے ہی فوراً افطار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہی اللہ کو محبوب ہے۔ایک متفق علیہ روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری امت کے لوگ خیر کی حالت میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کیا کریں گے''۔افطار کرانا یعنی کسی روزے دار کا روزہ کھلوانا بہت بڑا ثواب ہے۔

امام بیہقی کی ایک روایت کے مطابق ''کسی روزے دار کا روزہ کھلوانا یا کسی مجاہد فی سبیل اللہ کو سامان جہاد فراہم کرنا اتنا بڑا عمل ہے، جس کے بدلے میں اس کے عامل کو روزے دار اور مجاہد کی طرح اجر وثواب ملتا ہے جبکہ ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔''

افطار کا وقت خصوصی طور پر قبولیت دعا کا وقت ہے۔افطار سے پہلے انتظار کے لمحات میں تلاوت، ذکر الٰہی اور دعا کا اہتمام بڑی سعادت ہے۔جو خواتین اپنے کام اور سامانِ افطار تیار کرنے میں لگی ہوتی ہیں وہ اسی دوران اللہ کی حمد وتسبیح اور تکبیر پڑھتی رہیں تو انہیں بڑا اجر ملے گا۔

بہترین افطار وہ ہے، جس میں غربا ومساکین کو روزہ کھلوایا جائے۔اسراف، نمائش اور ریا کاری نیز کھاتے پیتے لوگوں تک افطاریوں کو محدود کر دینا اسلام کے بنیادی فلسفے اور روح کے منافی ہے۔افطار کی وجہ سے نماز مغرب با جماعت میں تساہل یا قیام اللّیل میں سستی ہرگز جائز نہیں ہے۔

افطار کی دعا

افطار کے وقت جو نیک اور جائز دعا بھی آپ مانگیں گے، اللہ قبول فرمائے گا۔قرآنی اور مسنون دعائیں اللہ کو زیادہ محبوب ہیں۔روزہ کھلنے کے وقت کی ایک مسنون دعا ہے۔''اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ'' یعنی اے اللہ، میں نے تیری ہی رضا کی خاطر روزہ رکھا اور تیری ہی عطا کردہ روزی سے افطار کیا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔''ذَھَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ'' یعنی پیاس بجھ گئی، رگیں تر و تازہ ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر وثواب ضرور ملے گا۔

ترک اور انکارِ صوم

روزہ، بہت بڑی نیکی ہے۔ ماہِ رمضان کا ایک روزہ بھی کسی شخص نے بلا عذر ترک کر دیا تو اس کے عمر بھر کے روزے بھی اس کی تلافی نہیں کر سکتے (بحوالہ جامع ترمذی و سنن ابوداؤد)۔ روزہ کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ روزہ رکھ کر بغیر عذر توڑ دینا، اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور روزے کی فرضیت کا انکار تو کفر ہے۔ بغیر عذر روزہ توڑ دینے سے کیا مراد ہے؟ روزے کی حالت میں اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری، تکلیف یا حادثہ پیش آ جائے، جس سے اس کی جان کو خطرہ ہو تو روزہ توڑا جا سکتا ہے۔ یہ ایک معقول اور شرعی عذر ہے۔ محض بھوک پیاس کی شدت اور نقاہت کا احساس اس بات کے لیے کوئی جواز نہیں کہ روزہ دار روزہ توڑ دے۔ امام غزالیؒ نے تو یہاں تک بیان فرمایا ہے کہ روزے کی حالت میں بھوک پیاس کی شدت ہی انسان کو ثواب کا مستحق بناتی ہے۔ ان کے نزدیک تو افطار کے بعد بھی کھانے میں احتیاط برتنی چاہیے تا کہ قیام اللیل، تہجد اور دیگر اعمال و وظائف میں سہولت رہے۔ بلاشبہ امام غزالی کے اس قول میں بڑی حکمت ہے۔

فدیہ صیام

اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔ یہ کھانا اسی معیار کا ہونا چاہیے جس معیار کا وہ اپنے گھر میں خود کھاتا ہے۔ ایک روزے کے عوض بطور فدیہ، صدقہ فطر کی مقدار بھی دی جا سکتی ہے۔ یہ رعایت صرف جسمانی لحاظ سے کمزور، بیمار اور ضعیف مسلمانوں کے لیے ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی واضح رہے کہ اگر کوئی شخص محض تساہل کی وجہ سے روزہ ترک کر دیتا ہے اور ایک نہیں ہزار مسکینوں کو اس کے فدیے میں کھانا کھلاتا ہے تو یہ اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو تو مالدار روزہ ہی نہ رکھیں اور انہیں یہ احساس ہی نہ ہو کہ بھوک پیاس اور احتیاج کیا چیز ہے۔

نواقضِ روزہ

اس سے مراد وہ اعمال ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کو مفسداتِ صوم بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جن میں صرف قضا واجب ہے اور ایک وہ جن میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

وہ اعمال جن میں صرف قضا واجب ہے

۱- اس غلط فہمی میں کچھ کھا پی لیا کہ سحری کا وقت باقی ہے جبکہ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے کچھ کھا پی لیا۔

۲- دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا، مگر روزے کی نیت نہیں کی یا نصف النہار کے بعد نیت کی۔ نصف النہار سے قبل نیت کر لی تو روزہ درست ہوگا۔ نیت کے لیے الفاظ کی ادائیگی ضروری نہیں، محض دل کی نیت کافی ہے۔

۳- روزے میں کسی نے ارادۃً منہ بھر کر قے کی۔ اگر قے منہ بھر کر نہ کی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴- بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور پھر یہ سمجھا کہ روزہ تو ٹوٹ ہی گیا اب کھانے میں کیا حرج ہے اور خوب پیٹ بھر کر کھالیا۔ بھولے سے کچھ کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۵- روزے میں کان کے اندر کوئی دوا یا تیل ڈال لیا۔

وہ اعمال جن میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں

۱- کھانے پینے کی کوئی چیز قصداً کھالی، یا بطور دوا کوئی چیز کھالی۔

۲- جان بوجھ کر کوئی ایسا فعل کیا جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا لیکن اس عمل کے بعد ارادے سے روزہ توڑ دیا، مثلاً سرمہ لگایا، سر میں تیل ڈالا اور پھر یہ سمجھ کر روزہ توڑ دیا کہ سرمہ لگانے اور سر میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۳- روزے کی حالت میں جنسی خواہش پوری کر لی۔

وہ امور جن سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا

۱- روزے میں بھولے سے کچھ کھا پی لیا، خواہ پیٹ بھر کر کھایا ہو اور خوب سیر ہو کر پیا ہو۔

۲- روزے کی حالت میں سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی۔

۳- سرمہ لگانا، سر میں تیل ڈالنا، خوشبو سونگھنا، بدن کی مالش کرنا وغیرہ۔

۴- تھوک اور بلغم نگل لینا۔

۵- بے اختیار مکھی نگل لی، حلق میں گرد و غبار پہنچ گیا یا دھواں چلا گیا، خواہ وہ دھواں تمباکو وغیرہ کا ہو۔

۶- کان میں خود بخود پانی چلا گیا، یا دوا چلی گئی۔
۷- بے اختیار قے ہوگئی، چاہے منہ بھر کر ہی ہو۔
۸- مسواک کرنا، خواہ مسواک بالکل تازہ ہی ہو اور اس کی کڑواہٹ بھی منہ میں محسوس ہو۔ بغیر پیسٹ کے برش کرلیا تو بھی کوئی حرج نہیں۔
۹- گرمی کی شدت میں کلی کرنا، منہ دھونا، نہانا، یا تر کپڑا سر یا بدن پر رکھنا۔

روزے کا کفارہ

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے۔ یہ نہ کرسکے تو ساٹھ مسلسل روزے رکھے، یہ بھی نہ کرسکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

صدقۃ الفطر

جیسا کہ بیان ہوا ہے فطر کا معنٰی روزہ کھولنا ہے۔ روزے کے دوران انسان سے کچھ بھول چوک اور غلطی بھی ہوجاتی ہے۔ کہیں کوتاہی ہوجاتی ہے، جس سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں مگر روزے کے مقام رفیع سے ایسی حرکت فروتر ہوتی ہے۔ اس کمی کوتاہی کی تلافی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیا ہے۔ اس کی حکمت یہ بھی ہے کہ اس کے نتیجے میں رمضان کے دوران غربا و مساکین کی ضروریات پوری ہوتی ہیں نیز عید کے دن وہ بھی کھاتے پیتے لوگوں کی طرح عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکتے ہیں۔ گویا یہ اسلام کے اس فلسفۂ اجتماعیت کا عملی مظہر ہے جو اہل ایمان کو ایک لڑی میں پروتا، ایک صف میں کھڑا کردیتا اور اخوت کی شیرینی پورے معاشرے میں گھول دیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت صحیح حدیث کی کتابوں میں ملتی ہے، جس کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقۂ فطر واجب ہے، جو روزے دار کو لغو حرکات اور اخلاق سے گری ہوئی باتوں سے پاک کردیتا ہے نیز یہ مساکین کے طعام کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ پس جو شخص نماز عید سے پہلے یہ صدقہ ادا کردے، اس کا صدقہ مقبول ہے۔ نماز عید کے بعد صدقۂ فطر ادا نہیں ہوتا، البتہ وہ عام صدقہ شمار ہوجاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صدقۂ فطر ادا نہیں

کر تا وہ نمازِ عید ادا کرنے کے لیے ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔

صدقۂ فطر کھاتے پیتے لوگوں پر واجب ہے۔ رمضان کے دوران ادا کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تا کہ ضرورت مند ماہ مقدس میں اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ صدقۂ فطر صرف روزہ داروں پر ہی نہیں، گھر کے مالک کی طرف سے چھوٹے بچوں، غلاموں (آج کے دور میں گھر کے خدام وغیرہ)، عید کے روز گھر میں وارد یا پہلے سے مقیم مہمان یا اسی روز پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔

صدقۂ فطر کی مقدار

صدقۂ فطر کی مقدار ایک کلو اور تقریباً ایک سو بیس گرام گیہوں ہے۔ دیگر اجناس مثلاً جو اور کھجور وغیرہ اس سے دگنی مقدار میں دینا ضروری ہے۔ غلہ یا جنس دینا ہی ضروری نہیں، اس کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ علما ہر سال صدقۂ فطر کی رقم کا تعین کر کے عوام الناس کو مطلع کر دیتے ہیں، اس لیے یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔

استقبالِ رمضان

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ شعبان ہی میں استقبالِ رمضان کے لیے کمر ہمت باندھ لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام دنوں میں بھی نیکی کے کاموں میں مشغول رہتے مگر رمضان میں بہت زیادہ عبادتِ الٰہی کا اہتمام فرماتے۔ ہمیں بھی ماہِ شعبان کے آتے ہی اپنے تمام امور و معاملات کو اس نقطۂ نظر سے منضبط کر لینا چاہیے کہ رمضان المبارک کی ایک ایک گھڑی ہمارے لیے مفید اور بابرکت ثابت ہو۔

تلاوت قرآن مجید

ماہِ رمضان میں سب سے اچھا عمل روزے کی حالت میں بھی اور افطار کے بعد بھی تلاوت قرآن مجید ہے۔ ماہِ رمضان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جبریلؑ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ قرآن کو حفظ کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔ جتنے حصے یاد ہو جائیں سینے کے نور، دل کی بہار اور قرار، غموں سے نجات اور پریشانیوں سے خلاصی کا ذریعہ بنیں گے۔ قرآن

مجید کو مستند تفاسیر سے سمجھ کر پڑھنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔اعتکاف کے دوران تو بالخصوص مطالعۂ قرآن وحدیث کا اہتمام بہت ضروری ہے۔سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ بھی اس موسم بہار میں بہترین زادِ سفر ہیں۔

عبادات ومعاملات

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔عربی زبان کے اس لفظ کے مفہوم میں سلامتی بھی شامل ہے اور سر تسلیم خم کر دینا یعنی خودسپردگی بھی اس کا ایک معنٰی ہے۔اسلام کی ایک اور تعریف جو اپنی معنویت کے لحاظ سے بہت جامع ہے، یوں کی جاتی ہے''اسلام عبادات اور معاملات کا مجموعہ ہے''۔یعنی اسلام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دو اہم ترین شعبے ہیں۔ان دونوں کے درمیان توازن بھی اسلام کے حسن کو نمایاں کرتا ہے۔روزے میں ان دونوں پہلوؤں کی نمایندگی ہے۔اللہ سے تعلق روزے کا منشا ہے اور محروم طبقات کی بھوک، احتیاج اور مشاکل کا احساس اور اس حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی روزے کا لازمی تقاضا ہے۔اسلام میں افراط وتفریط کو غیر پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔رمضان کے روزے تو فرض ہیں، نفلی روزوں میں اعتدال کا حکم دیا گیا ہے۔

اعتکاف

رمضان کے دوران ایک اہم ترین عبادت اعتکاف ہے۔اعتکاف میں تو بندہ اپنے مالک کے بہت قریب پہنچ جاتا ہے۔اسلام میں جتنی عبادات ہیں، وہ انسان کی زندگی کا تزکیہ کرنے، اس کی سوچ کو ایک مخصوص سانچے میں ڈھالنے اور اس کے قدموں کو طے شدہ منہج پر چلانے کا ذریعہ ہیں۔اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے جس میں ایک محدود مدت کے لیے بندہ دنیوی مصروفیات سے وقت نکال کر مکمل طور پر خود کو اللہ کی عبادت، اپنی اصلاح اور فکر آخرت میں مشغول کر لیتا ہے۔اسے اسلامی اصطلاح میں اعتکاف کہا جاتا ہے۔اعتکاف کے دوران لیلۃ القدر کی تلاش اور اس کے ذریعے اللہ کی رضا بندۂ مومن کا مطمح نظر ہوتا ہے۔اعتکاف کا لفظی معنٰی خود کو روکے رکھنا، کسی چیز کو مضبوطی سے قائم رکھنا اور کسی مقصد سے مکمل وابستگی اختیار کرنا ہے۔

اعتکاف پر عمل پیرا ہونے کا بہت زیادہ اجر ہے۔اعتکاف کے دوران ایک مومن مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور اللہ سے لو لگائے اس بات کا ہر لمحے بزبانِ حال اعلان کرتا ہے کہ اس نے خواہشات نفس کی

اکساہٹوں کو روک دیا ہے اور اللہ سے مضبوط تعلق قائم کرلیا ہے۔ روزے کے دوران صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک مومن خود کو کھانے پینے اور جنسی تعلقات سے روکے رکھتا ہے۔ روزہ افطار ہونے کے وقت سے لے کر اگلی صبح صادق تک وہ کھانے پینے اور اپنے جوڑے (زوج) سے تعلقاتِ زن وشو قائم کرنے میں آزاد ہوتا ہے مگر اعتکاف کے دوران دن اور رات کے کسی بھی حصے میں جنسی تعلقات قائم کرنا حرام قرار پاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اسے تبتل کے جامع لفظ سے واضح کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس لفظ 'تبتل' کا مکمل مفہوم تو کسی دوسری زبان میں ایک لفظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا مگر تفہیم کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ سب سے کٹ کر ایک (اللہ) کا ہورہنا۔ اس لحاظ سے اعتکاف تبتل کا بہترین مظہر ہے۔

خواتین اور اعتکاف

خواتین کا اعتکاف بھی مسنون ہے مگر وہ مسجدوں میں نہیں، اپنے گھروں میں ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اس پر عمل کیا ہے۔ سید مودودیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں قیام فرماتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول عمر بھر رہا۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معمول مراد ہے جو مدینہ طیبہ میں رہا کیونکہ رمضان کے روزوں کا حکم مدینہ طیبہ میں آیا تھا۔ دوسرے یہ کہ مکہ میں اس وقت تک سرے سے کوئی مسجد ہی نہ تھی اور مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں اعتکاف کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ اس لیے اس سے مراد یہی ہے کہ قیامِ مدینہ طیبہ میں آخر وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ ازواجِ مطہرات کا اعتکاف مسجد نبوی میں نہیں بلکہ اپنے حجروں ہی میں ہوتا تھا۔ تمام ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی کے ساتھ ساتھ تھے اور ہر ایک کا دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات میں سے جس کے ہاں بھی قیام رکھتے تھے وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے اندر تشریف لاتے تھے۔ چونکہ یہ حجرے مسجد سے متصل تھے اس لیے ازواج مطہرات کو مسجد کے اندر آنے کی کوئی ضرورت نہیں

تھی۔ ویسے بھی عورتوں کا اعتکاف مسجد میں نہیں ہوتا، بلکہ گھروں ہی میں ہوتا ہے۔ اس لیے ازواج مطہرات بھی رمضان کے آخری عشرے میں اپنے اپنے حجروں میں اعتکاف کرتی رہیں"۔ (بحوالہ تفہیم الاحادیث، جلد چہارم، صفحہ ۲۵۵)

یہ اس حدیث کی تشریح ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے اور جو متفق علیہ احادیث میں سے ہے۔ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کی حکمتوں میں سے ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورۃ القدر کے مطابق رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات میں قرآن مجید نازل کیا گیا تھا اور ہر سال جب یہ رات آتی ہے تو جبریل امین اللہ کی رحمتیں لے کر فرشتوں کے جھرمٹ میں آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ اس رات کو عبادت میں مصروف اہل ایمان کو رحمتِ خداوندی میں سے وافر حصہ عطا ہوتا ہے اور وہ دوزخ سے خلاصی پاتے اور جنت کے مستحق بن جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر کے بارے میں سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں بالخصوص طاق راتوں (یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹) میں تلاش کرو" (بحوالہ بخاری)۔

لیلۃ القدر کے بارے میں یہ روایت بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے اس رات کے بارے میں بتا دیا گیا تھا مگر پھر وہ علم واپس لے لیا گیا۔ غالباً اس کی حکمت یہ ہوگی کہ لوگ ایک ہی رات پر تکیہ کرنے کے بجائے پورے رمضان اور بالخصوص آخری عشرے میں زیادہ سے زیادہ ذوق وشوق کے ساتھ خود کو اللہ کی عبادت کے لیے وقف کر دیں۔ جس حدیث کا اوپر ہم نے ذکر کیا ہے، وہ بھی صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کی زبانی نقل کی گئی ہے۔ اس حدیث کے الفاظ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:

"حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی

سے (یا اپنے خانہ مبارک سے) نکلے تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دیں۔ اتنے میں دو مسلمان آپس میں جھگڑنے لگے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ میں تو تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے نکلا تھا مگر فلاں اور فلاں آپس میں جھگڑ پڑے اور اس دوران وہ اٹھالی گئی (اس کا علم مجھ سے رفع کرلیا گیا)۔ شاید تمہاری بھلائی اسی میں تھی۔ لہٰذا اب تم اسے اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں رات کو تلاش کرو۔"

سید مودودیؒ لیلۃ القدر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"اب تک جتنی احادیث گزری ہیں ان سب پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ کوئی خاص حکمت اور مصلحت ہے کہ لیلۃ القدر حتمی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر مامور نہیں کیا کہ آپ لوگوں کو یہ بتائیں کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ سے زیادہ جو بات بتانے کی اجازت دی گئی وہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور تم طاق راتوں میں اسے تلاش کرو۔ اس حدیث میں طاق راتوں میں سے بھی تین کا ذکر کیا گیا ہے، یعنی ۲۱، ۲۳ اور ۲۵۔ بعض روایات میں اکیس سے انتیس تک کی طاق راتیں ہیں اور بعض روایات میں آخری سات دنوں کی راتیں ہیں۔ احادیث کی روایت کرتے وقت چونکہ یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ کون سی حدیث کس تاریخ کی ہے اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ کون سی حدیث ابتدائی دور کی ہے اور کون سی بعد کے دور کی۔ علمائے امت میں جو بات معروف ہے وہ یہی ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے"۔ (بحوالہ تفہیم الاحادیث، ج۴، صفحہ ۲۵۱)

بعض احادیث میں تئیسویں اور ستائیسویں رات میں لیلۃ القدر کا احتمال بھی بیان کیا گیا ہے۔ اسی لیے لوگ ان راتوں بالخصوص ستائیس کو بطور لیلۃ القدر مناتے ہیں۔ دراصل جشن منانے اور روایتی انداز کے جوش وخروش سے وہ حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوسکتا جس کے لیے لیلۃ القدر کا تحفہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو عطا فرمایا۔ اس کا درست اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ اہل ایمان خود

کو تلاوت وعبادت، ذکر وفکر اور نوافل، غور وفکر، خود احتسابی اور قیام اللیل کے ذریعے اللہ کے تقرب کا مستحق بنائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارک یہی تھا۔

لیلۃ القدر کی دعا

اگر کسی شخص کو لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو اس کی خوش بختی میں کوئی شک وشبہ نہیں، مومن کو ہر دعا پورے یقین کے ساتھ مانگنی چاہیے اور ہر عبادت پورے خلوص اور حضوریٔ قلب کے ساتھ حضورِ حق میں پیش کرنی چاہیے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو مجھے اس میں کیا کہنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا مانگنی چاہیے "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی" اے میرے مولا تو بڑا معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس مجھے (بھی) معاف فرمادے (بحوالہ مسند احمد، ابن ماجہ، جامع ترمذی)۔

اللہ کا بندوں پر فخر

صیامِ ماہ رمضان، اعتکاف اور لیلۃ القدر کی تلاش اتنا عظیم عمل ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مواقع پر اللہ اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت انس بن مالکؓ کی روایت نقل کی ہے جس کا ترجمہ یوں ہے۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبریلؑ ملائکہ کے ایک جھرمٹ میں اترتے ہیں اور ہر اس بندے کے لیے دعا کرتے ہیں جو اس وقت کھڑا ہوا یا بیٹھا ہوا اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہو (جاگ رہا ہو اور عبادت کر رہا ہو)، پھر عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنے ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور انہیں مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس اجیر (مزدور) کی جزا کیا ہے جس نے اپنے ذمے کا کام پورا کر دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کی جزا یہ ہے کہ اس کی مزدوری اسے پوری پوری دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے

کہ اے میرے ملائکہ! میرے ان بندوں نے اپنا وہ فرض ادا کر دیا جو میں نے ان پر عاید کیا تھا۔ پھر اب یہ گھروں سے (عید کی نماز ادا کرنے اور) مجھ سے گڑگڑا کر مانگنے کے لیے نکلے ہیں اور میری عزت اور میرے جلال کی، اور میرے کرم اور میری علوشان کی، اور میری بلند مقامی کی قسم ہے کہ میں ان کی دعائیں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے: جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ اس حالت میں پلٹتے ہیں کہ انہیں معاف کر دیا جاتا ہے۔'' (سنن بیہقی)

سید مودودیؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ سال کے سال اپنے مومن بندوں کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہے کیونکہ انہوں نے رمضان کے روزے رکھے اور لیلۃ القدر کی تلاش میں راتوں کو عبادت کرتے رہے۔ پھر عید کے روز نماز کے لیے نکلے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ اس کے نتیجے میں وہ اس کے ہاں سے مغفرت اور مہربانیاں حاصل کر کے پلٹتے ہیں۔'' (بحوالہ تفہیم الاحادیث، ج ۴، ص ۲۵۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام دنوں میں بھی عبادت کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے مگر رمضان میں تو شان ہی نرالی ہوتی تھی، شعبان ہی میں کمر ہمت باندھ لیتے اور رمضان کی آمد کے ساتھ نیکیوں میں یوں مشغول ہو جاتے جیسے تند و تیز ہوا چلنے لگتی ہے۔ پھر رمضان کا آخری عشرہ تو بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہاک و وارفتگی کی ایسی تصویر پیش کرتا کہ سبحان اللہ! حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی امام مسلم نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ رمضان کے آخری عشرے میں عبادت الٰہی میں جس قدر محنت و مشقت فرمایا کرتے تھے، اس کی مثال کسی اور زمانے اور ایام میں نہیں ملتی۔

رمضان کا آخری عشرہ

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مؤکدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال کے سوا ہمیشہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف میں گزارا۔ ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر نکل جانے کی وجہ سے اعتکاف نہ کر سکے اور اگلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس کے بجائے بیس روز کا اعتکاف فرمایا۔ اتفاق سے یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری اعتکاف تھا۔

رمضان المبارک کا مہینہ ہر سال ہمارے اوپر سایہ فگن ہوتا ہے۔ اس میں امت مسلمہ کے لیے اللہ نے اپنی بے پایاں رحمت سے لیلۃ القدر کی نعمتِ عظمیٰ مقدر کر رکھی ہے۔ اس کی تلاش پورے رمضان المبارک میں ہونی چاہیے مگر آخری عشرہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ جو مسلمان بھی اعتکاف کر سکتا ہو اُسے اپنا دامن بھرنے کے لیے ضرور اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اعتکاف کی مدت

آپ دس روز اعتکاف نہ بھی کر سکیں تو مسجد میں کچھ دیر کے لیے بھی اعتکاف کی نیت سے بیٹھ سکتے ہیں۔ بہر حال مطلوب تو یہی ہے کہ آپ اعتکاف میں دس روز لگائیں۔ یہی مسنون اعتکاف ہے۔ یہ اعتکاف اجتماعی ہو تو اس کے نتائج و ثمرات کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔ یہ بات قابل ترجیح ہے کہ اپنے محلے یا بستی کی مسجد میں آپ اعتکاف کریں۔ اعتکاف کے لیے اپنے ساتھی پہلے سے تلاش کر لیجیے۔ جو ساتھی آپ کی نظر میں ہیں اور جن کو آپ دینِ حق کا کارکن اور ہم سفر بنانا چاہتے ہیں ان سے رابطہ کر لیجیے۔ اعتکاف کے دس دنوں میں آپ اپنے اندر جتنا ذہنی انقلاب برپا کر سکتے ہیں شاید پورے سال میں اتنا ممکن نہ ہو۔

اعتکاف کے دوران دنیوی باتوں اور دلچسپیوں سے مکمل اجتناب کیجیے۔ اعتکاف سنت کے عین مطابق ہونا چاہیے۔ مُعتَکِف انتہائی اشد ضرورت کے تحت اپنے مُعتَکَف (اعتکاف کے لیے مختص گوشہ) سے باہر نکل سکتا ہے مثلاً قضائے حاجت اور وضو وغیرہ کے لیے یا غسل واجب ہو جائے تو غسل کے لیے۔ اگر کوئی شخص کھانا پہنچانے والا نہ ہو تو کھانا لانے کے لیے جا سکتا ہے مگر کسی سے کوئی غیر ضروری بات وغیرہ نہیں کر سکتا۔ یہ سارا عرصہ ذکر و فکر، نفل و عبادت، مطالعہ و تلاوت،

تعلیم و تعلم اور خیر و بھلائی کے لیے وقف کر دینا چاہیے۔ سہولت کے مطابق پورے چوبیس گھنٹے کا ٹائم ٹیبل پہلے سے ہی بنا لیجیے۔ دوران اعتکاف اس میں ردوبدل کرنا پڑے تو بھی مضائقہ نہیں۔ اعتکاف کو محض استراحت اور نیند کا ذریعہ نہ بنائیے۔ اس کے دوران خیر و برکت سے اپنا دامن بھرنے کی فکر کیجیے۔ لیلۃ القدر کی تلاش میں راتوں کو بیشتر حصہ عبادت اور تلاوت میں گزاریے۔ دل میں یقین رکھیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے آپ کو لیلۃ القدر کی نعمت عطا فرمائے گا۔ لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو سنت کے مطابق خوب دعائیں کیجیے۔ خصوصاً اللہ سے عفو و درگزر اور دوزخ سے نجات کی التجا کیجیے۔

خواتین کا اعتکاف

خواتین بھی اعتکاف کر سکتی ہیں مگر ان کا اعتکاف گھروں میں ہوتا ہے۔ اپنے حالات کے مطابق اپنے گھروں میں دوران اعتکاف جن باتوں کے اہتمام کا تذکرہ بالائی سطور میں ہوا ہے، خواتین کو انھی پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر خواتین کا کوئی ادارہ یا مرکز ہو اور وہ وہاں مقیم ہوں تو وہ بھی اجتماعی اعتکاف کر سکتی ہیں اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں تاہم خاتون کا بہترین اعتکاف اس کے اپنے گھر ہی میں ہوتا ہے۔ اعتکاف مرد کا ہو یا عورت کا، اس میں روزہ ضروری شرط ہے۔

ہم یہاں محض رہنمائی کی خاطر بطور نمونہ ٹائم ٹیبل تجویز کر رہے ہیں۔ اس کی روشنی میں آپ اپنا پروگرام خود مرتب کر سکتے ہیں۔ بیسواں روزہ آپ مسجد میں افطار فرمائیں گے اور آخری روزہ افطار کر کے بعد نماز مغرب اعتکاف سے فارغ ہوں گے۔ اس لئے ہم شام سے شام تک کا پروگرام دے رہے ہیں۔ خواتین بھی بیسواں روزہ افطار کرتے ہی گھر میں مختص مقام (مُعْتَکَف) میں مقیم ہو جائیں اور نیا چاند نظر آنے تک وہیں رہیں۔

۱- افطار سے قبل اور بعد

افطار سے پہلے انفرادی دعا قابل ترجیح ہے مگر اجتماعی دعا بھی کی جا سکتی ہے۔ نماز مغرب اور افطاری کے بعد عشاء کے درمیان تراویح میں پڑھی جانے والی منزل کا ترجمہ اور خلاصہ دیکھ لیا

جائے تو تراویح میں پڑھی جانے والی منزل کی سماعت کا زیادہ لطف اور اس سے حلاوتِ ایمانی کے نمو کا زیادہ موقع پیدا ہوگا۔

۲-نمازِ عشاء وتراویح کی ادائیگی کے بعد

تراویح کے بعد نمازیوں کے سامنے متعلقہ منزل کا خلاصہ کوئی ساتھی پیش کرے۔ اگر مسجد میں پہلے سے اس کا اہتمام ہو تو اسے سماعت فرمائیں۔ پروگرام کے آخر میں اس موضوع سے متعلق سوالات کے جواب دیے جائیں۔ خواتین کا جہاں اجتماعی اعتکاف ممکن ہو وہاں خواتین بھی اس کا اہتمام کر سکتی ہیں۔ خواتین کی امامت کوئی صاحب علم وفضل اور حافظہ خاتون کر سکتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ مرد امام کی طرح آگے الگ کھڑی ہونے کے بجائے صف کے درمیان میں دیگر خواتین کے برابر ہی کھڑی ہوں گی۔

۳-اجتماعی مطالعہ

تراویح سے فارغ ہونے کے بعد ایک گھنٹہ کے لیے اجتماعی مطالعہ کیا جائے اور پندرہ منٹ باہمی تبادلہ خیالات، سوال و جواب اور وضاحت وغیرہ کے لیے رکھے جائیں۔ سوال و جواب کا مقصد افہام وتفہیم ہو، لایعنی تکرار اور طولانی مباحث سے اجتناب برتا جائے۔ ماحول دوستانہ اور خوشگوار رکھنا فرض ہے۔

۴-آرام

مطالعے سے فارغ ہو کر فوراً سونے کی تیاری کی جائے اور باوضو سونے کی کوشش کی جائے۔ مسنون دعائیں پڑھتے ہوئے بستر پر دراز ہو جائیں اور جب تک نیند نہ آئے دل میں تلاوت کرتے رہیں۔ وقت بہت قیمتی متاع ہے۔ اس کے ضیاع سے ہمیشہ بچنا چاہیے مگر اعتکاف میں تو ہر لمحہ سوچ سمجھ کر گزارنا ضروری ہے۔ سال بھر میں محض یہ ایک عشرہ ہے، اس لیے اس کی بڑی قدر ہے۔

۵-سحر خیزی اور نماز فجر

سحری کے وقت سے حسب توفیق ایک دو یا اڑھائی گھنٹے قبل اٹھیں۔ تیاری کر کے نوافل ادا کریں۔نوافل کے بعد مسنون دعائیں یا احادیث یاد کرنے کی کوشش کریں۔سحری کا وقت ختم ہونے سے قبل سحری سے فارغ ہو جائیں اور اپنے مُعتَکَف سے مسجد کے ہال میں پہنچ کر صفِ اوّل میں نماز فجر باجماعت ادا کریں۔نماز کے بعد مختصر وقت کے لیے تفہیم القرآن یا کسی بھی تفسیرِ قرآن کا اجتماعی مطالعہ کیجیے۔ ہمت ہو تو سورج نکلنے تک تلاوت کیجیے اور سورج نکلنے کے بعد نماز چاشت ادا کر کے کچھ دیر کے لیے آرام کر لیجیے۔

۶-بیداری

کم و بیش دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد بیدار ہو کر وضو کیجیے۔تحیۃ الوضو کے نفل ادا کیجیے اور پھر تلاوت قرآن مجید کم از کم ایک پارہ کا اہتمام کیجیے۔تلاوت کے بعد مطالعہ میں وقت گزاریے، ذکر اللہ کے فضائل، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہؓ کے واقعات سے ایک دوسرے کو تذکیر اور اپنے ایمان کی نمو کا اہتمام فرمائیں۔دنیوی اور لایعنی باتوں سے مکمل اجتناب از حد ضروری ہے۔

۷-نماز ظہر اور مابعد

نماز ظہر ادا کرنے کے بعد ہر ساتھی اپنے ذوق کے مطابق آرام کرنا چاہے تو آرام کرے، تلاوت، نوافل، مطالعہ کی توفیق ملے تو اس میں اپنا وقت صرف کریں۔کوئی ساتھی سوال پوچھنا چاہے تو اہل علم ساتھی اس کی تشفی کا اہتمام کریں۔سوال و جواب کی یہ محفل سنجیدہ، پروقار اور علمی افہام و تفہیم کا نمونہ ہو نہ کہ بحث و مجادلہ کا میدان۔آوازیں پست اور لب و لہجہ شیریں ہونا چاہیے۔ مُعتَکِف حضرات کو اتنی دھیمی آواز میں علمی تبادلۂ خیال کرنا چاہیے کہ دیگر نمازیوں کی عبادت میں خلل واقع نہ ہو۔

۸-نمازعصر اور مابعد

نمازعصر ادا کرنے کے بعد درسِ قرآن، درسِ حدیث یا کسی موضوع پر گفتگو کی جائے جس کے بعد تمام ساتھی اپنے جذبات وخیالات کا اظہار کریں۔ یہ خیالات اپنے آپ کو اور دوسرے احباب کو اللہ سے جوڑنے، آخرت کی فکر پیدا کرنے اور تزکیہ نفس کی منزل پالینے پر مرکوز ہونے چاہییں۔

۹-افطار

افطار سے قبل کچھ وقت بالکل تنہائی میں خود احتسابی کے لیے وقف ہونا چاہیے۔ اپنا جائزہ لیا جائے کہ منزل کی جانب پیش قدمی کی رفتار کیا ہے۔ افطاری اجتماعی طور پر کرنی چاہیے۔ مسجد میں موجود نمازیوں کو بھی اس میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر خاموشی یا مسنون دعائیں ہر مُعتکِف کا امتیازی وصف ہونا چاہیے۔ عام قسم کی گفتگو سے اجتناب برتا جائے۔ یہ قبولیت دعا کا خصوصی وقت ہوتا ہے اور دعا میں عاجزی سے حسن پیدا ہوتا ہے۔

سب سے اہم بات مُعتکِف کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ذاتی برتاؤ اور حسن سلوک ہے۔ ایثار وقربانی پر بہترین تقریر کرنے سے وہ اثر نہیں ہوسکتا جو عملی مظاہرے سے ہوتا ہے۔ جن نئے ساتھیوں کو آپ اعتکاف کی دعوت دے کر اپنے ساتھ شامل کریں گے، ان سے اعتکاف کے بعد مسلسل رابطہ رکھیے۔ ان شاء اللہ اس تجربے سے آپ اپنا حلقہ احباب وسیع کرنے اور تحریک کے اثرات پھیلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اعتکاف کے دوران فون، ریڈیو، اخبارات سے تعلق منقطع کر لیں گے تو اعتکاف کے حقیقی مقاصد تک رسائی ممکن ہوگی۔ یہ چیزیں اس انہماک کے منافی ہیں جو اعتکاف کا مقصودِ حقیقی ہے۔

۱۰-مسجد سے رخصتی

جب ماہِ شوال کا چاند نظر آجائے تو اعتکاف کی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ نماز مغرب کے بعد مُعتکِف حضرات اپنے گھروں کو جاسکتے ہیں مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ غیر ضروری تکلفات اور لایعنی اعمال کا اہتمام کرتے ہیں۔ مُعتکِف کو ہار پہنائے جاتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور

چراغاں کیا جاتا ہے۔افسوس ہے کہ بعض لوگ پٹاخے بھی چھوڑتے ہیں۔ان اعمال کی ہرگز کوئی شرعی حیثیت نہیں بلکہ یہ سب بدعات وخرافات ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے۔ان کی جگہ صدقہ کرنے،تذکیر ونصیحت اور دعاوتوبہ کی عادت ڈالنی چاہیے۔یہی مسنون طریقہ ہےاور امت کی کامیابی کا راز اتباع سنت ہی میں پنہاں ہے۔

مطالعہ کے لیے کتب

ماہِ رمضان میں سب سے زیادہ وقت تلاوت قرآن مجید کے لیے ہی وقف کرنا چاہیے۔اس کے ساتھ دیگر دینی واسلامی کتب کا مطالعہ بھی تزکیۂ نفس میں ممدومعاون ثابت ہوتا ہے۔یہ کتب ذوق کے مطابق بھی منتخب کی جاسکتی ہیں تاہم یہاں راہ نمائی کے لیے چند کتب کے نام درج ہیں:

تفہیم القرآن،تفہیم الاحادیث (خصوصاً جلد چہارم)،محسن انسانیت،سیرت سرورِعالمؐ، اذکارِمسنونہ،رحمان کے سائے میں،سیرت صحابہ وصحابیات پر کوئی سی کتب،تزکیۂ نفس، تحریک اور کارکن،فضائل قرآن،کتاب الصوم،خطبات (سید مودودیؒ)،تزکیۂ نفس پر مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا صدرالدین اصلاحی کی تصانیف مفید رہیں گی۔

